The Policy Confusions in Education Sector in Punjab

پنجاب میں تعلیمی پالیسی کے ابہام

ایک جائزہ

مرتبہ

ادارہ برائے سماجی انصاف

ورکنگ گروپ برائے شراکتی تعلیم

جائزہ

24 جنوری 2022

تعلیم کے عالمی دن (24 جنوری) کے موقع پر ادارہ برائے سماجی انصاف اور ورکنگ گروپ برائے شراکتی تعلیم سے منسلک ماہرین نے صوبہ پنجاب میں متعارف کروائی گئی حالیہ تعلیمی اصلاحات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ماہرین کی رائے میں درسی کتب میں بے پناہ مذہبی مواد شامل کرنے سے صوبے میں تعلیم کی نوعیت اور مقصد ہی بدل جائے گا۔

ماہرین کے مطابق پنجاب کے سکولوں میں بچوں کی تخلیقی صلاحیت اجاگر کرنے نیز جدید تعلیم متعارف کروانے کی بجائے پنجاب اسمبلی، گورنر پنجاب اور محکمہ تعلیم نے 2020-2021 کے دوران مذہب سے منصوب تعلیمی اصلاحات متعارف کروائیں جن کے اطلاق سے مجوزہ تعلیمی پالیسی کے ترقی پسند مقاصد کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔

ماہرین نے گہری تشویش کا اظہار کیا کیونکہ پنجاب کے بچوں میں سے تقریباً؛ نصف بچے سکولوں سے محروم ہیں۔ ورلڈ بینک کی حالیہ رپورٹ کے مطابق 10 سال کے زیر تعلیم بچوں میں تعلیمی نقصان کی شرح 79 سے 85 فی صد کے درمیان ہے۔ ادارہ ASER کی رپورٹ کے مطابق کرونا کے نتیجے میں مارچ 2020 سے جنوری 2022 کے دوران بارہا سکول بند ہونے، ناقص تدریسی مواد اور ناقص طریقہ تدریس کی وجہ سے طلبا کی علمی صلاحیت میں کمی واقع ہوئی ہے، جس سے سکولوں میں بچوں کی شرح اندراج میں بھی نمایاں کمی ہوئی ہے اور علمی نتائج کے اہداف حاصل نہیں ہو پائے۔ یہ انتہائی افسوسناک ہے کہ حکومت پنجاب طالب علموں پر مذہبیت مسلط کرنے پر تلی ہوئی نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ ابتدائی اور پرائمری جماعتوں کے طالب علموں کے لیے تین زبانوں بلخصوص اردو، انگریزی اور عربی کی تعلیم لازم ہے جو کہ نامناسب ہے۔

درج ذیل اقدامات پنجاب میں تعلیم تک رسائی اور معیار کے حوالے سے نامناسب ہیں؛

- پنجاب اسمبلی نے جون 2020 میں پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ ایکٹ 2015 میں ترمیم کرتے ہوئے سیکشن 10 (ممانعت) میں (b)2 اضافہ کیا جس کے تحت متحدہ علماء بورڈ کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ پنجاب میں درسی کتب کی اشاعت سے قبل تمام نصابی کتابوں کا جائزہ لیں اور منظوری دیں۔ اس اقدام سے مختلف پبلشرز کی طرف سے شائع کردہ نصابی کتب میں آئزک نیوٹن اور ملالہ یوسفزئی کی تصویروں کے حوالے سے تنازعات پیدا ہوئے۔ پبلشرز کا مطالبہ ہے کہ علماء بورڈ صرف اسلامیات کے مضمون کا جائزہ لینے تک محدود رہے۔

واضح رہے کہ کسی دوسرے صوبے نے نصابی کتب کا جائزہ لینے کے لیے علما بورڈ تشکیل نہیں دیا۔ مزید برآں یہ وفاقی حکومت کی قومی کریکولم پالیسی پر ملک بھر میں اتفاق رائے کے دعووں کی بھی نفی کرتا ہے۔

جون 2020 میں گورنر پنجاب نے، غیر مسلم طلبہ کو کوئی متبادل فراہم کیے بغیر اعلیٰ تعلیم کے لیے قرآن پاک کا مطالعہ لازمی قرار دے دیا۔

The Punjab Compulsory Teaching of Holy Quran Act, 2018 / یکساں قومی نصاب کے تحت یہ کورس پہلے سے ہی مڈل اور سیکنڈری تعلیم کا حصہ ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ؛ کیا یہ اسکول اور یونیورسٹی کی سطح کی تعلیم دونوں میں ضروری ہے؟

نومبر 2021 میں لاہور ہائی کورٹ کے جاری کردہ ایک فیصلے میں (التمش سعید بنام حکومت پنجاب) ڈسٹرکٹ ججوں کو پنجاب بھر کے تمام سکولوں میں قرآن پاک کی تعلیم کے انتظامات کا جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ علاوہ ازیں عدالتی حکام کی جانب سے چند اسکولوں کو ناکافی انتظامات کی وجہ سے سیل کرنے کی اطلاعات ہیں، جو بچوں کے اسکول جانے کے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہے۔ اس فیصلے نے واضح طور پر انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات کی علیحدگی پر بھی اثر ڈالا لیکن حکومت فیصلے پر نظر ثانی کے لیے عدالت سے رجوع کرنے میں ناکام رہی۔

محکمہ تعلیم نے مخلوط تعلیم پر پابندی لگانے کی کوشش کی (ریفرنس سرکلر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، چکوال نمبر 1721 نے جاری کیا، بعد میں واپس لے لیا گیا)۔

دسمبر 2021 میں اسکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے تمام سرکاری اور نجی اسکولوں میں صبح کی اسمبلیوں کے دوران قومی ترانے سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ درود شریف کی لازمی تلاوت کو لازمی قرار دیا۔

2021 کے دوران توہین رسالت کے قوانین کے تحت رپورٹ ہونے والے تقریباً 81 فیصد کیسز پنجاب میں ہوئے، جہاں جھوٹے الزامات کے کچھ واقعات میں طلباء اور اساتذہ شامل دونوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ لہٰذا مذکورہ بالا اقدامات صوبے میں مذہبی رواداری اور قانون کی بالادستی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

اقلیتی عقائد سے تعلق رکھنے والا طالب علم جو عربی الفاظ کا صحیح تلفظ نہ کر سکے، یا کسی حدیث کا صحیح حوالہ نہ دے سکے، اس پر توہین مذہب کے الزام میں پھنسایا جا سکتا ہے۔

2020-2021 کے دوران، PCTB اسلامیات کے متبادل کے طور پر اخلاقیات کے مضمون کی بجائے پانچ اقلیتی مذاہب کی تعلیم کے بارے میں قومی نصاب کونسل / یکساں قومی نصاب کے فیصلے پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہا۔ دوسری طرف PCTB نے وزارت برائے وفاقی تعلیم کی طرف سے تجویز کردہ کریکولم پالیسی اور ماڈل نصابی کتب کو مکمل طور پر اپنایا۔ لہذا، یہ اقدام صوبے میں 18ویں آئینی ترمیم کے تحت یکساں قومی نصاب کو اپنانے میں صوبائی خود مختاری کا ایک من چاہا اطلاق تھا۔

مزید برآں، سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے حال ہی میں 70,000 ناظرہ اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے کا عندیہ دیا ہے جبکہ صوبے میں اردو، انگریزی، ریاضی اور سائنس کے بنیادی مضامین کے اساتذہ کی شدید کمی ہے۔

(بنیادی مضامین کی تعلیم کا حرج کرنا انتہائی نامناسب لگتا ہے جن کے سیکھنے سے بہتر تعلیمی نتائج حاصل ہوں گے۔ وسائل کی کمی کے پیش نظر، یہ اقدام بچوں کے ساتھ ناانصافی، نیز معیاری تعلیم کی فراہمی اور مساوات کے حق کی نفی ہے)۔

حال ہی میں، پنجاب میں اقلیتی طلباء کا ڈیٹا مرتب کیا جارہا ہے، جس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ محکمہ تعلیم اس قدم کو متعارف کرانے میں دانش مندی کا مظاہرہ کرے، تاکہ صوبے میں مذہبی شدت پسندی بڑھنے کا خطرہ نہ پیدا ہو۔

نتائج

مزکورہ بالا بحث کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ کہ پنجاب میں مختلف متعلقین (اسمبلی، گورنر آفس وزارت اور محکمہ تعلیم) ایک دوسرے سے مشورہ کیے بغیر متضاد پالیسی اقدامات اٹھا رہے ہیں جو ان کے ادراک کے مطابق مناسب ہیں۔

مذکورہ بالا اقدامات چونکہ اکثریت مذہب سے متعلق ہیں لہذا خدشہ ہے کہ اقلیتی طلبہ کو امتیازی سلوک اور نفسیاتی دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

- 2020 میں پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ ایکٹ 2015 میں ترمیم متعارف کروائی گئی جس سے "یکساں نصاب" کی پالیسی کے حوالے سے ابہام پیدا ہوا ہے جو کہ "تعلیم عامہ" اور "مذہبی تعلیم" کے تصور اور مقاصد کو گڈمڈ کرتی ہے۔
- بظاہر تعلیمی پالیسی درسی کُتب میں مذہبی مواد شامل کرنے پر زور دیتی ہے جو بدقسمتی سے، مذہبی تعلیم کے مقاصد بلخصوص بچوں کو ایماندار، ذمہ دار اور خداترس بنانے، کو نظرانداز کرتی ہے۔ بچوں کو محض عربی زبان میں مذہبی متن لازمی حفظ کرانے سے انہیں ایماندار اشخاص بننے میں مدد فراہم نہیں کرے گا۔
- حالیہ پالیسی اقدامات 'بنیادی مہارتوں'، 'ذخیرہ الفاظ'، 'شعوری وسعت'، 'شہری ذمہ داریاں' 'نصابی وہم نصابی سرگرمیوں میں شمولیت جیسے ضروری اہداف کے حصول پر توجہ مرکوز نہیں کررہے ہیں۔
- یہ اقدامات کھلے بندوں بڑے پیمانے پر عوامی تعلیم اور پرائمری تعلیم جیسے تصورات کی نفی کرتے ہیں مزید برآں ان اقدامات سے طالب علموں پر تحریری مواد کا بھرکم بوجھ پڑتا ہے۔

سفارشات:

یکساں قومی نصاب پر جاری بحث کے تناظر میں، حکومت اور متعلقین کے لیے؛

1. ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کریں۔

2. پنجاب اسمبلی جلد بازی میں کو خاص طور پر سول سوسائٹی اور حزب اختلاف کی سیاسی جماعتوں سمیت صوبائی متعلقین کے ساتھ اور مناسب مشاورت کے بغیر کوئی قانون سازی کرنے سے گریز کرے۔

3. پنجاب حکومت لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے پر نظر ثانی کے لیے اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کریں جس میں ضلعی ججوں کو قرآن پاک کی لازمی تعلیم ایکٹ 2018 کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے سکولوں کے معائنہ کے لیے دورے کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ تاکہ انتظامیہ اور عدلیہ میں تصادم پیدا نہ ہو۔

4. پنجاب میں حکومتی اداروں کو ایسے پالیسی اقدامات متعارف کرانے سے گریز کرنا چاہیے جو آئین پاکستان کے آرٹیکل 20، 22 (1) اور 25 کے تحت مذہبی آزادی اور غیر امتیازی سلوک کی خلاف ورزی کرتے ہوں۔

5. اس بات کو یقینی بنائیں کہ اقلیتی طلباء کو اسلامیات کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے سرزنش نہ کی جائے۔ حکومت کو اقلیتی طلبہ کو ان کی مذہبی تعلیم پڑھانے کے لیے اساتذہ کی فراہمی کو یقینی بنانے، جیسا کہ یکساں قومی نصاب میں وعدہ کیا گیا ہے۔

For queries:

پیٹر جیکب
E-mail: csjpak@gmail.com

ڈاکٹر عبدالحمید نیئر
E-mail: nayyar.ah@gmail.com

CENTRE FOR SOCIAL JUSTICE

Centre for Social Justice
@csjpak
csj.pakistan
csjpak@gmail.com
http://csjpak.org/